رہبر معظم کا صوبہ کرمانشاہ میں شہداء کے اہل خاندان سے خطاب - 13 /Oct/ 2011

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

اللہ تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس نشست میں شرکت کرنے کی توفیق عطا فرمائی جو معنوی عظمتوں سے معمور ہے۔ مختلف شہروں کے دوروں کے دوران جو ملاقاتیں ہوتی ہیں ان میں شہدا اور جانبازوں کے اہل خانہ کے ساتھ ہونے والی ملاقات میرے لئے ایک انتہائی اہم اور خاص عظمت کی حامل ہوتی ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایثار و قربانی کے جذبےمیں ایک ایسی عظمت پوشیدہ ہوتی ہے کہ اگر یہ عظیم جذبہ کسی قوم اور معاشرے کے اندر موجود نہ ہو تو وہ قوم اور معاشرہ کبھی عزت و وقار حاصل نہیں کرپائےگا جبکہ ہماری قوماس جذبے سے سرشار ہے،شہیدوں کی شہادت اور مجاہدین کے ایثار و قربانی کے محدود پہلو ہی ہماری نظروں کے سامنے آ پاتے ہیں اور ہم بہت کم ہی چیزیں دیکھ پاتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں معاشرے میں ایثار و قربانی کا جذبہ جو بعض افراد کی شہادت اور بعض کے جسمانی طور پر معذور ہو جانے پر منتج ہوتا ہے گہرے اور عمیق مفاہیم کا حامل ہے، اس کے متعدد پہلو ہوتے ہیں جن میں ہر ایک پہلو بحث طلب پہلو ہے۔ انہی میں سے ایک اہم پہلو موقع شناسی اور وقت کی ضرورت کے مطابق عمل کرنا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ بعض افراد میں احساس ذمہ داری ہو لیکن ضرورت کے وقت وہ صحیح تشخیص اور صحیح اقدام کرنے میں ناکام ہوجائیں۔ اس سے بالکل مختلف صورت یہ ہے کہ عین ضرورت کے وقت انسان اپنی ذمہ داری کا تعین کرے اور اس کے مطابق اقدام انجام دےغیرتمند، مؤمن، شجاع اور وفادار نوجوانوں نے ملک کی ضرورت کو سمجھا اور وہ خطرات سے گھبرائے نہیں بلکہ مشکلات کو گلے لگایا، یہ قابل تعریف بات ہے کہ انہوں نے جب بھی ضرورت کا احساس کیا وہ اس کی تکمیل کے لئے آگے آئے۔ یہ بہت اہم پہلو ہے۔ یہ ہمارے لئے سبق آموز پہلو ہے۔
میں نے کل بھی اس نکتے کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اسلامی انقلاب کی فتح کے ایک مہینے بعد کرمانشاہ کے نوجوانوں کو احساس ہو گیا کہ انہیں آگے آنا ہے تو وہ آگے آئے۔ شہید سید محمد سعید جعفری جام شہادت نوش کرنے والوں میں پیش پیش تھے، وہ اپنے دوستوں کے ساتھ گئے اور سنندج کی لشکر نامی فوجی چھاؤنی کا دفاع کیا۔ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ اس دفاع کی اہمیت کیا ہے؟! ایک فوجی چھاؤنی پر دشمن کا تسلط قائم ہو جانے کا کیا مطلب ہے؟ اس بات کو جلد سمجھ جانا، بر وقت محسوس کر لینا اور بر وقت اقدام کرنا، ضرورت کی تکمیل کے لئے قدم بڑھانا بہت ہی عمدہ خوبی اور پسندیدہ بات ہے جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔
پورے ملک میں ہمارے عزیز شہداء کے اندر یہ خصوصیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ دوستوں نے کئی شہروں کے نام گنوائے اور صوبے کے ان علاقوں سے وابستہ یادیں یاد دلائیں جہاں جنگ ہوئی۔ یوں تو ملک کے دیگر علاقوں سے بھی لوگ آئے اور اسی سرزمین پر خاک و خوں میں غلطاں ہوئے تاہم اس صوبے کے عوام کا کردار، مؤمن نوجوانوں کا کردار، ان نوجوانوں میں پایا جانے والا وہ عظیم اور نایاب احساس، ان کی دانشمندی، ان کی موقعہ شناسی، ان سب چیزوں کو نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جن کی ہمیں ہمیشہ ضرورت رہے گی۔
دنیا کے دیگرممالک اور سماج، موقعہ کی شناخت نہ رکھنے اور حالات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے چوٹ کھا جاتے ہیں۔ جب دشمن گھات لگائے ہو اور ہمیں معلوم نہ ہو کہ وہ گھات میں بیٹھا ہے، ہم اسے پہچانتے نہ ہوں یا اگر ہمیں اس کی اطلاع بھی ہوئی اور ہم نے بر وقت کوئی اقدام نہ کیا تو ہمیں نقصان ہوسکتا ہے۔
میرے عزیز بھائی نے یہاں ایک بڑا اچھا جملہ بیان کیا کہ گھر کے لوگ کہتے تھے کہ اگر ہم مجاہدین کو گھر سے باہر نہیں بھیجیں گے تو کل کو دشمن ہمارے دروازے پر آن پہنچے گا اور اس وقت بھی ہمیں لڑنا پڑے گا۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ یہ وہی نکتہ ہے جس کا ذکر حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے کیا کہ جو جماعت اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے دشمن کی یلغار کا نشانہ بنے یعنی اس بات سے غافل ہو کہ دشمن اس کی طرف بڑھ رہا ہے، اس کی شکست یقینی ہے، اسے ہارنا ہی ہے۔
دشمن کو دور سے ہی دیکھ لینا چاہیے، اسے دور سے ہی پہچان لینا چاہیے۔ یہ ان افراد کی بڑی غلطی تھی جنہوں نے دشمن کو اس وقت نہیں پہچانا جب پہچان لینا چاہیے تھا۔ تہران میں جب کہا جاتا تھا کہ دشمن کرمانشاہ کے علاقے میں یا ایلام

کے علاقے میں فوجی تیاریوں میں مصروف ہے تو وہاں جو افراد سیاسی امور میں مصروف تھے جواب دیتے تھے کہ نہیں ایسا نہیں ہے، ایسا کچھ بھی نہیں ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ تہران پر بمباری شروع ہو گئی۔ جنگ حقیقت میں دیکھا جائے تو 31 شہریور سنہ 1359 ہجری شمسی مطابق 22 ستمبر 1980 عیسوی کو شروع نہیں ہوئی، اس دن تو تہران پر بمباری ہوئی، جنگ تو اور پہلے سے ہی شروع ہو چکی تھی۔ اس وقت جن عہدیداروں کے ہاتھوں میں زمام امور تھی اگر صحیح طور پر سمجھ جاتے، صحیح تشخیص دینے میں کامیاب ہو جاتے اور اپنی تیاریاں مکمل کر لیتے تو خرم شہر میں وہ سب کچھ نہ ہوتا جو ہوا، نہ قصر شیریں میں وہ واقعات رونما ہوتے جو ہوئے اور نہ دیگر علاقوں کو اس طرح کی تباہ کن صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا۔ بعد میں ان افراد کی نااہلی بھی سامنے آہی گئی۔
اسی ابتدائی غفلت کی وجہ سے اس علاقے میں اور خوزستان کے علاقے میں غم و اندوہ کا پہاڑ ٹوٹا جس کا میں نے تھوڑی سی مدت کے لئے قریب سے مشاہدہ کیا، بعض مناظر کو میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا، ان باتوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ جب بھی امور عوام کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، جب عوامی صلاحیتوں کو اور عوامی شراکت کو میدان عمل میں آنے کا راستہ مل جاتا ہے تو یہ غفلتیں پھر رونما نہیں ہوتیں۔ اس وقت اسی چیز کی اجازت نہیں دی جا رہی تھی۔ انہیں علاقوں میں جگہ جگہ لوگ جمع ہوتے تھے اور بڑی مشکل سے اسلحہ حاصل کر پاتے تھے اور پھر دفاعی سرگرمیوں میں مصروف ہو جاتے تھے۔ عہدیدار اس صورت حال سے ناراض تھے، رسمی اجلاسوں میں اس کی شکایت بھی کرتے تھے کہ فلاں جماعت نے فلاں جگہ پر اسلحہ کیوں اکٹھا کر لیا ہے۔ کچھ نوجوان دفاعی سرگرمیوں میں مصروف تھے جو ان عہدیداروں کو قطعی نہیں پسند تھا۔ یہ ہمارے لئے بہت اہم سبق ہے۔
میں نے کل عرض کیا کہ اسلامی جمہوری نظام جیسا نظام حکومت جس کے یہ اہداف ہیں، یہ امنگیں ہیں اور یہ پیغام ہیں، جو ظلم کا دشمن ہے، جو استکبار کا مخالف ہے، جو عالمی طاقتوں کی متکبرانہ اور توسیع پسندانہ پالیسیوں کا مخالف ہے، اسے مختلف شکلوں میں اور گوناگوں طریقوں کے چیلنجز کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا اسے تیار رہنا چاہیے۔ اس آمادگی کا انحصار سب سے بڑھ کر عوام کے جذبہ ایمانی پر ہوتا ہے۔ کسی بھی قوم کی شناخت اور عز و وقار کی حفاظت کے سلسلے میں مضبوط سہارا اور مستحکم محافظ عوام کے اندر پائی جانے والی آگاہی و بیداری ہے۔ ہم نے جنگ میں اس کا باقاعدہ تجربہ کیا ہے۔ آج بھی جس شعبہ میں اور جس میدان کے اندر حکام عوام کو اہم شراکت اور کردار ادا کرنے کا موقعہ دیں وہاں یہی صورت حال سامنے آئے گی۔ یہ اسلامی جمہوریہ ہے، جمہوریت ہے، اسلامی جمہوریت ہے۔ جمہوریت حقیقی معنی میں جمہوریت ہونی چاہیے، یہ محض نمائشی چیز نہیں ہے۔ شہدا نے، جانبازوں نے، دشمن کی قید سے آزاد ہونے والے آزادگاننے، ان کے اہل خانہ نے اس راستے میں بہترین امتحان دیا ہے۔ شہیدوں کے خاندانوں نے جس صبر جمیل کا مظاہرہ کیا اس کی بڑی قدر و قیمت ہے۔ اگر اہل خانہ نے عدم تحمل کا مظاہرہ کیا ہوتا، بے بصیرتی کا مظاہرہ کیا ہوتا تو مجاہدت کی فضا کی وہ گرمی باقی نہ رہتی، دلوں میں ایثار اور فداکاری کا وہ جذبہ قائم نہ رہ پاتا۔ گھر والوں نے صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا۔ مقدس دفاع کے زمانے کو کئي سال گزر چکے ہیں لیکن شہادت کا باب بند نہیں ہوا ہے۔ اب بھی ہم دیکھتے ہیں کہ خاندان والوں کو ایسے عزیزوں کا داغ اٹھانا پڑتا ہے جن کے لئے مختلف مواقع پر شہادت کے دروازے کھلے ہوتے ہیں اور وہ اس دروازے کی سمت محو پرواز ہو جاتے ہیں۔ اگر ایک قوم میں یہ بصیرت اور یہ صبر موجود ہو تو بیشک وہ بلند چوٹیوں کو آسانی کے ساتھ فتح کرسکتی ہے۔
ہم اپنے ہدف کی شناخت میں اور اس ہدف تک پہنچانے والے راستے کے تعین میں کبھی شک و تردد سے دوچار نہیں ہوئے۔ ہمیں اپنے راستے کی حقانیت کے بارے میں کبھی کوئی شک و شبہ نہیں ہوا۔ اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ اللہ نے کبھی بھی ہمارے دلوں کو نور امید سے خالی نہیں چھوڑا اور ہم نے عملی طور پر بھی آزمایا کہ یہ امیدیں بے بنیاد نہیں تھیں بلکہ بالکل حقیقت پسندانہ امیدیں تھیں۔
ایک زمانہ وہ بھی تھا جب لوگ ماحول پر نظر دوڑاتے تھے تو بظاہر کہیں کوئی امید بخش منظر دکھائی نہیں دیتا تھا لیکن نور بصیرت رکھنے والے عوام اور ان میں سر فہرست ہمارے امام (رحمۃ اللہ علیہ) ہمارا حوصلہ بڑھاتے تھے، اچھے مستقبل کی نوید دیتے تھے۔ ہم یہ باتیں سن کر بغیر کسی اعتراض کے تسلیم کر لیتے تھے، اس کا تجزیہ کرنے کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ بس سن کر مان لیتے تھے لیکن بعد میں بارہا دیکھا کہ وہ باتیں بالکل صحیح نکلیں۔ ہم مشاہدہ کرتے تھے کہ یہی نوید آسمانی، عملی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آج جب ہم انقلاب کے ان بتیس برسوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں اسلامی جمہوری نظام کی پے در پے کامیابیاں نظر آتی ہیں۔

شہداء کے باعظمت اہل خانہ، جانبازوں اور ایثار پیشہ مجاہدین سے ملاقاتوں میں سب سے پہلے اس حقیر کی توجہ جس چیز پر مرکوز ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ ہماری عزیز قوم ملک کو نجات سے ہمکنار کرنے والے جذبہ ایثار کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ ایثار کا جذبہ، فداکاری کا جذبہ، فرائض کی انجام دہی کے وقت کی شناخت، کام کی بروقت انجام دہی، نجات کا راستہ ہموار کرتی ہے۔
آج ہم اپنے ملک میں خوش قسمتی سے پیشرفت اور کامیابیوں کے آثار کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمیں پیشرفت حاصل ہو رہی ہے۔ البتہ محنت ضروری ہے، کام کو جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ امور اب زیادہ پیچیدگیوں اور نزاکتوں کے قریب پہنچنے والے ہیں۔ گزشتہ برسوں کی نسبت اس وقت ہمارے عوام کی علمی صلاحیتوں میں بھی کئی گنا کا اضافہ ہوگیا ہے۔ الحمد اللہ ہمارے معاشرے میں صاحب ایمان، اہداف پر یقین و اعتقاد رکھنے والے اور ان کے پابند رہنے والے افراد کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اس صوبے میں بھی یہی عالم ہے۔ اس صوبے میں جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اور اس کے بارے میں جو کچھ سنا ہے اس کے مطابق دلاوری، شجاعت اور جوانمردی جیسی خصوصیات بہت نمایاں ہیں۔
سننے میں آیا کہ صوبہ کرمانشاہ کے علاقے گیلان غرب کی ایک خاتون نے دشمن کے سپاہی کو حراست میں لے لیا۔ ایک عورت، ایک شجاع اور باایمان خاتون نے یہ کام انجام دیا۔ اس صوبے میں شجاعت کے نمونے بہت زیادہ ہیں کہ ان کو شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہاں سے بڑے شجاع اور با صلاحیت کمانڈر نکلے ہیں۔ جو مقدس دفاع کی پیشانی پر چمک رہے ہیں۔ مقدس دفاع کے متعدد افتخارات کا تعلق بھی اسی صوبے سے ہے۔ آپ نے پشت پناہی کی، ایثار و قربانی کا مظاہرہ کیا۔ اللہ تعالی آپ کو معنوی انعامات سے نوازے گا۔ اسی طرح دنیوی اجر بھی عطا کرےگا جو آپ کے لئے اور ایرانی قوم کے لئے باعث فخر ہوگا
ہمارے لئے یہ سفر بہت ہی مفید اور شیریں رہا کیونکہ عزیز عوام سے ملاقات اور ان کے مسرور و خنداں چہروں کی زیارت کا موقعہ ملا جو راستے میں دسیوں ہزار کی تعداد میں کھڑے ہوئے تھے۔ میں امید کرتا ہوں کہ حکام اس صوبے میں وہ سارے کام انجام دیں گے جن کی اس صوبہ میں ضرورت ہے۔ اس صوبے میں بہت کچھ کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ صوبہ اچھی صلاحیتوں سے مالامال ہے البتہ بعض خامیاں بھی موجود ہیں جنہیں تلاش و کوشش کے ساتھبرطرف کرنےکی ضرورت ہے۔
والسّلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ